OPEN ACCESS
RUSHAD
(Bi-Annual Research Journal of Islamic Studies)
Published by: *Lahore Insititute for Social Sciences, Lahore.*

ISSN (Print): 2411-9482
ISSN (Online): 2414-3138
Jul-Dec-2021
Vol: 2, Issue: 2
Email: journalrushd@gmail.com
OJS: https://rushdjournal.com/index

عبدالرحمٰن عزیز[1]

قرآنی سورتوں کی ترتیب...توقیفی یا اجتہادی

ABSTRACT

Recitation of the Holy Quran is a deed of great reward. People of the Muslim Ummah keep enlightening their hearts with the light of Quran. In Pakistan, when reciters come from Egypt, people are very happy to hear their recitation. Objections are sometimes raised to the style of recitation of the Egyptian reciters. Protesters say Egyptian reciters recite in a musical style and they recite Quranic verses in the style of music. Those who are aware of this art and consider it permissible to read it in this way, say that there are seven places for reciting the Quran in a specific style and accent, which are called Quranic places. And these places are very different from the places of music. In fact, there are seven places for music as well. Scholars who do not consider it permissible to read in the style of music say that the places of the Quran are in fact places of music. Only these places have been renamed. This article gives you a brief overview on the opinions of both sides of scholars. Regardless of the discussion of the Quranic places, in the opinion of some people, the recitation of the Holy Quran in accordance with the rules of Tajweed is not necessary. And in this regard, the rise

---

[1] فاضل جامعه سلفیه فیصل آباد،رکن مجلس التحقیق الاسلامی،لاہور۔

nd fall in the voice of reciters are also interpreted with formality. Such views have also been reviewed.

Keywords: ترتیب قرآن،سورتیں، نظم،جمع عثمانی،ناسخ ومنسوخ

نبی کریم ﷺ پر جس قدر قرآن نازل ہوتا آپ ﷺ اسے کاتبین وحی کو ساتھ ساتھ لکھوادیتے تھے۔ قرآن کریم کانزول آپ ﷺ کے وصال سے کچھ ہی دن یا عرصہ پہلے تک برابر نازل ہوتا رہا تھا۔یہی وجہ تھی کہ ایسی صورت ممکن نہ تھی کہ آپ ﷺ کے حین حیات قرآن کریم مکمل کتابی شکل میں موجود ہو۔ اسی کے باوصف صحابہ کرام نے قرآن کریم کو مختلف جگہوں، مثلاپتھر، درخت کے پتوں اور جانوروں کی ہڈیوں وغیرہ پر لکھ رکھا تھا۔ عہد صدیقی اور پھر بعد میں عہد عثمانی میں جب قرآن کریم کو جمع کرنے کی ضرورت پیش آئی تو آپ نے اس کام کو بہت محنت اور جانفشانی سے مکمل کروایا۔ قرآن کریم جب مجلد صورت میں جمع ہو گیاتو اس کے بعد ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن کی سورتوں کی ترتیب کیا صحابہ کرام نے اپنے اجتہاد سے قائم کی تھی یا نبی کریم ﷺ نے اس بارے میں کوئی ترتیب اللہ کے حکم سے مقرر فرمائی تھی۔ اس حوالے سے امت میں دو موقف پائے جاتے ہیں،ایک یہ کہ یہ ترتیب توقیفی ہے اور بعض کے نزدیک صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مصحف عثمانی تیار کرتے وقت اپنے اجتہاد سے یہ ترتیب قائم کی تھی۔ اس مضمون میں طرفین کے دلائل کا تجزیہ کرتے ہوئے درست موقف کی نشاندہی کی گئی ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ مصحف کی ترتیب اجتہادی ہے انھوں نے اس پہ بعض عقلی ونقلی دلائل پیش کیے ہیں۔ان دلائل میں کس حد تک وزن ہے۔اس مضمون میں اسی کا جائزہ لیا گیا ہے۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کے نام آخری پیغام ہے۔جو ماہ رمضان کی لیلۃ القدر میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل کیا گیا، پھر وہاں سے رسول اللہ ﷺ کے قلب اطہر پر تئیس سالوں میں احوال وواقعات کی مناسبت سے گاہے گاہے نازل ہوتا رہا،اس میں پیش آمدہ واقعہ سے متعلق ہدایات دی جاتی تھیں۔اس لیے جب قرآن مجید نازل ہوا، تو اس میں ترتیب نہیں تھی۔ البتہ جبریل آیات یا سورت سنانے کے بعد قرآن مجید میں اس کی جگہ کا تعین کر دیتے تھے، کہ یہ آیات فلاں سورت کی فلاں جگہ پر رکھ دی جائے۔ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام

کو بلا کر انھیں حفظ بھی کرا دیتے تھے، اور کاتبین سے لکھوا بھی لیتے تھے۔ کاغذ کی عدم دستیابی کے سبب چمڑے کے ٹکڑوں، اونٹ کی ہڈی کی سلیٹوں یا کھجور کی چھال کے پرتوں میں سے جو میسر آتا، اس پر لکھ لیا جاتا۔[1]

ہر سال ماہ رمضان میں حضرت جبریل تشریف لاتے، اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نازل شدہ قرآن مجید کا دور کرتے، یعنی دونوں ایک دوسرے کو سناتے۔ اس طرح ہر سال قرآن مجید کے الفاظ، آیات اور سورتوں کی ترتیب پر نظر ثانی ہو جاتی۔ رسول اللہ ﷺ اسی ترتیب کے ساتھ خود بھی تلاوت فرماتے اور صحابہ کرام کو اسی کے مطابق تعلیم دیتے تھے۔ حیات طیبہ کے آخری سال میں حسب معمول رمضان مبارک میں نازل شدہ قرآن کا دور کیا گیا، مزید براں چند ماہ بعد جب قرآن مجید کی تکمیل ہوئی، تو جبریل نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فائنل دور کیا، اس طرح آخری سال میں دو مرتبہ دور ہوا۔[2]

اس میں حضرت زید بن ثابت (اور بعض روایات کے مطابق حضرت عبد اللہ بن مسعود) بھی موجود تھے۔

اس طرح قرآن مجید تکمیل وحی کے ساتھ ہی مرتب شکل میں ایک سافٹ مصحف قرار پا گیا۔ جس کے مطابق تمام صحابہ کرام تلاوت کرتے تھے۔ البتہ اس کی ہارڈ کاپی تیار نہ ہو سکی، اور اس کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے چند دن پہلے تک وحی کا سلسلہ جاری رہا۔ بلکہ حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں:

«أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى تَابَعَ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الوَحْيَ قَبْلَ وَفَاتِهِ، حَتَّى تَوَفَّاهُ أَكْثَرَ مَا كَانَ الوَحْيُ، ثُمَّ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ»[3]

"اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات سے پہلے پے درپے وحی بھیجنا شروع کی وفات کے قریب تو بہت وحی اتری۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی"۔

نبی کریم ﷺ کے پاس ایسا کوئی موقع نہیں تھا کہ قرآن کریم کی ہارڈ کاپی تیار کر لی جائے۔ اور آپ ﷺ کی حیات مطہرہ میں قرآن کریم مجلد شکل میں موجود نہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی رہی کہ عرب عام طور پر حافظے پر انحصار کرتے تھے، اس لیے ہارڈ کاپی کی کوئی خاص ضرورت بھی نہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد وحی کا

---

1 البخاري، محمد بن إسماعيل ابوعبدالله، صحيح البخاري، كتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، (رياض: دارالسلام، 1998ء)، رقم: 4986۔

2 صحيح البخاري، كتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، رقم: 4998۔

3 صحيح البخاري، كتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، رقم: 4982۔

سلسلہ موقوف ہو گیا، اس کے بعد عہد ابو بکر رضی اللہ عنہ میں کئی صحابہ کرام کی شہادت کے سبب خطرہ پیدا ہو گیا، کہ قرآن مجید کی وہ مبارک کتابت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی میں کاتبین وحی نے تھی، کہیں ضائع نہ ہو جائے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کاتب وحی حضرت زید بن ثابت کو حکم دیا کہ وہ اس کتابت کو جمع کریں اور ایک مصحف تیار کرنے کا اہتمام کریں۔ انھوں نے خلیفہ ثانی حضرت عمر کی نگرانی میں اس عظیم الشان کام کا بیڑا اٹھالیا۔ حضرت زید اور حضرت عمر دونوں نے صحابہ کرام سے اس کتابت کی کاپیاں جمع کرنا شروع کر دیں، جو انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی میں لکھی تھیں۔ اور انھیں اوراق میں منتقل کرنا شروع کر دیا۔ جو سورت مکمل ہو جاتی، اسے فائل میں لگا دیا جاتا۔ اس طرح ایک ایک کر کے تمام سورتیں ایک مصحف میں جمع ہو گئیں۔ یاد رہے کہ اس کام کا مقصد کوئی تلاوت کے لیے مصحف تیار کرنا نہیں تھا، صرف کتابت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت مقصود تھی۔ اس لیے مصحف کی تکمیل کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس بطور قومی امانت رکھوا دیا گیا۔[1]

اس کے علاوہ کئی ایک صحابہ کرام نے انفرادی طور پر ذاتی استعمال کے لیے تلاوت کی بنیاد پر مصاحف تیار کر رکھے تھے۔ جب وہ اگلی نسلوں کو منتقل ہوئے، تو بسا اوقات ان کی لکھائی، اور بسا اوقات قراءت میں اختلاف ہو جاتا، اس سے یہ اندیشہ ہوا کہ امت کسی فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائے۔ فہذا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے علماء صحابہ کی نگرانی میں ایک ماڈل مصحف بنانے کا حکم دیا۔ لہٰذا حضرت زید بن ثابت اور دوسرے صحابہ کرام نے مصحف صدیقی کو سامنے رکھ کر اس کی تقریباً سات کاپیاں بنوائیں، اور ہر صوبے میں ماڈل مصحف کی ایک کاپی بھیج دی گئی، اس بات کو بھی یقینی بنایا گیا کہ ہر کاپی کے ساتھ ایک ماہر قاری موجود ہو۔ ان مصاحف کو مصاحف عثمانیہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ مزید براں سب لوگوں کو پابند کیا گیا کہ وہ سرکاری مصحف سے اپنے مصاحف تیار کریں، اور ان کے پاس پہلے سے جو ذاتی نوعیت کے مصاحف موجود ہیں، انھیں جمع کر کے جلا دیا جائے۔[2]

یہ مصاحف چونکہ عوام کی تلاوت کے لیے تھے، انھیں خط نبوی میں کتابت کرنے کے ساتھ نبوی ترتیب پر مرتب کیا گیا۔ بعض لوگوں نے روایات میں مرتب کا لفظ دیکھ کر یہ سمجھ لیا کہ شائد حضرت زید نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] صحيح البخاري، كتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، رقم: 4986-

[2] صحيح البخاري، كتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، رقم: 4987-

کی ترتیب تلاوت سے ہٹ کر کوئی نئی ترتیب لگائی تھی۔ یہ سراسر وہم ہے، اور بے بنیاد بات ہے۔ آیئے! ان کے موقف اور دلائل پر ایک نظر ڈالتے ہیں:

سورتوں کی ترتیب کو اجتہادی کہنے والوں میں گروہ بندی

بعض لوگوں کا موقف ہے کہ مصحف میں جو سورتیں موجود ہیں ان کی ترتیب صحابہ کرام نے اپنے ذاتی اجتہاد سے لگائی تھی۔ یعنی صحابہ کرام نے مصحف عثمانی تیار کرتے ہوئے، اپنی مرضی سے قرآنی سورتوں کو موجودہ شکل میں مرتب کیا تھا، اسے وہ ترتیب تلاوت کا نام دیتے ہیں۔ ان کے دو گروہ ہیں، ایک گروہ کہتا ہے کہ ساری سورتوں کی ترتیب صحابہ کرام نے اپنی مرضی سے لگائی تھی۔ دوسرا گروپ کہتا ہے: مصحف کی ترتیب توقیفی من جانب اللہ ہے، البتہ سورۃ الانفال اور سورۃ التوبۃ کو صحابہ کرام نے اپنے اجتہاد سے یہاں سیٹ کیا ہے۔

سورتوں کی ترتیب کو اجتہادی کہنے والوں کی بنیادی دلیل

دونوں گروہوں کی دلیل ایک ہی ہے۔

أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ عَوْفٍ عَنْ يَزِيدَ الْفَارِسِيِّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ قُلْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ مَا حَمَلَكُمْ أَنْ عَمَدْتُمْ إِلَى بَرَاءَةَ وَهِيَ مِنَ الْمِئِينَ وَإِلَى الْأَنْفَالِ وَهِيَ مِنْ الْمَثَانِي فَجَعَلْتُمُوهُمَا فِي السَّبْعِ الطِّوَالِ وَلَمْ تَكْتُبُوا بَيْنَهُمَا سَطْرَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ قَالَ عُثْمَانُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا تَنَزَّلُ عَلَيْهِ الْآيَاتُ فَيَدْعُو بَعْضَ مَنْ كَانَ يَكْتُبُ لَهُ وَيَقُولُ لَهُ ضَعْ هَذِهِ الْآيَةَ فِي السُّورَةِ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا كَذَا وَكَذَا وَتَنْزِلُ عَلَيْهِ الْآيَةُ وَالْآيَتَانِ فَيَقُولُ مِثْلَ ذَلِكَ وَكَانَتْ الْأَنْفَالُ مِنْ أَوَّلِ مَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ بِالْمَدِينَةِ وَكَانَتْ بَرَاءَةُ مِنْ آخِرِ مَا نَزَلَ مِنْ الْقُرْآنِ وَكَانَتْ قِصَّتُهَا شَبِيهَةً بِقِصَّتِهَا فَظَنَنْتُ أَنَّهَا مِنْهَا فَمِنْ هُنَاكَ وَضَعْتُهَا فِي السَّبْعِ الطِّوَالِ وَلَمْ أَكْتُبْ بَيْنَهُمَا سَطْرَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ[1]

"سیدنا ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عثمان بن عفان سے کہا: کیا بات ہوئی کہ آپ نے سورۃ براۃ، جو «امئین» (سو آیتوں والی سورتوں) میں سے ہے، اور سورۃ الانفال کو، جو مثانی میں سے ہے، ملا کر سات طوال سورتوں میں شامل کر دیا ہے اور ان دونوں کے درمیان «بسم اللہ الرحمن الرحیم» کی سطر نہیں لکھی ہے۔

[1] السجستانی، سليمان بن الأشعث أبو داود، سنن أبي داود، كتاب الأذان، باب إتمام التكبير في السجود، (رياض: دارالسلام، 2008ء)، رقم: 786-

سیدنا عثمان نے کہا: نبی کریم ﷺ پر جب قرآن کی آیات نازل ہوتی تھیں تو آپ ﷺ کسی کاتب کو بلا لیتے اور فرماتے "اس آیت کو اس سورت میں لکھ دو جس میں فلاں فلاں بیان ہے۔" پھر ایک دو آیات اترتیں تو اسی طرح فرماتے۔ اور سورۃ الانفال ان سورتوں میں سے ہے جو آپ ﷺ کی آمد مدینہ کے شروع ایام میں اتری تھی اور سورۃ براۃ نزول قرآن کے آخری دور کی سورتوں میں سے ہے اور ان کا مضمون آپس میں مشابہ ہے، لہٰذا میں نے سمجھا کہ یہ سورۃ براۃ، سورۃ الانفال کا حصہ ہے، پس اسی وجہ سے میں نے ان دونوں کو طوال میں درج کر دیا اور ان کے درمیان «بسم الله الرحمن الرحيم» کی سطر نہیں لکھی"۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سارے مصحف کی ترتیب توقیفی ہے، صحابہ کرام نے ہر سورت کو دلیل کی بنیاد پر اس کی جگہ پر رکھا ہے، صرف سورۃ الانفال اور سورۃ التوبۃ کے متعلق ان کے پاس دلیل نہ ہونے کی وجہ سے صحابہ کرام نے اپنے اجتہاد سے یہاں رکھا ہے۔

دونوں گروپ اسی دلیل کو بنیاد بناتے ہیں، ایک گروہ پورے مصحف کی ترتیب کو توقیفی مانتا ہے، البتہ اس روایت کی بنیاد پر وہ سورۃ الانفال اور سورۃ التوبہ کی ترتیب کو اجتہاد قرار دیتا ہے، جبکہ دوسرا گروہ اس دلیل کی بنیاد پر پورے مصحف کی ترتیب کو اجتہاد کہہ دیتا ہے۔ اگر یہ روایت صحیح ثابت ہو جاتی، تب بھی اس سے یہی ثابت ہوتا کہ مصحف کی ترتیب توقیفی ہے، صرف الانفال اور التوبۃ کو صحابہ نے اپنے اجتہاد سے یہاں سیٹ کیا ہے۔ پورے مصحف کی ترتیب کو اجتہادی کہنے والوں کے لیے اس میں کوئی دلیل نہیں ہے۔ لیکن یہ روایت سنداً ضعیف ہے، اس لیے یہ کسی بھی گروہ کے لیے سند بننے کی اہلیت نہیں رکھتی۔

روایت کی استنادی حیثیت

یہ روایت سنداً سخت ضعیف ہے، شیخ احمد شاکر نے اسے ضعیف بلکہ بے اصل قرار دیا ہے، اسی طرح علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔ کیونکہ اس میں ایک راوی یزید الفارسی مجہول الحال ہے، اور روایت کا انحصار اسی راوی پر ہے۔ دوسرا راوی ابن عطیہ ہے، اسے بھی محدثین نے ضعیف کہا ہے۔ اگر بعض محدثین نے اسے حسن کہا ہے، تو وہ درست نہیں، کیونکہ جب تک یزید الفارسی کی معرفت نہیں ہو جاتی، تب تک روایت کو حسن کیونکر کہا جا سکتا ہے؟

روایت کے متن کی حالت

مذکورہ روایت کے متن میں کئی ایک خرابیاں ہیں، مثلاً:

مذکورہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید سے متعلق بعض چیزوں سے صحابہ کرام کو آگاہی نہیں دی اور یہ نہایت خطرناک معاملہ ہے۔

دوسرا، یہ روایت صحیح بخاری کی روایت کے مخالف ہے:

قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ قُلْتُ لِعُثْمَانَ هَذِهِ الْآيَةُ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا إِلَى قَوْلِهِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ قَدْ نَسَخَتْهَا الْأُخْرَى فَلِمَ تَكْتُبُهَا قَالَ تَدَعُهَا يَا ابْنَ أَخِي لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْهُ مِنْ مَكَانِهِ.[1]

"حضرت عبداللہ بن زبیر نے کہا: میں نے حضرت عثمان سے عرض کی کہ یہ آیت جو سورہ بقرہ میں ہے: "تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور اپنی بیویاں چھوڑ جائیں۔" ان پر اپنی بیویوں کے حق میں وصیت کرنا لازم ہے کہ انہیں خرچ کر دیا جائے اور انہیں ایک سال تک گھر سے نہ نکالا جائے۔ اسے دوسری آیت نے منسوخ کر دیا ہے۔ تو اب آپ اسے کیوں لکھتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: اے میرے بھتیجے! اس موضوع کو چھوڑ دیں۔ میں نے قرآن کا کوئی لفظ اس کی جگہ سے نہیں بدلا"۔

اصول یہ ہے کہ اگر کوئی صحیح روایت اپنے سے اعلیٰ درجہ کی روایت [یعنی صحیح بخاری کی روایت] کے خلاف ہو گی، تو اسے رد کر دیا جائے گا۔ محدثین کی اصطلاح میں ایسی روایت کو شاذ کہا جاتا ہے، اور شاذ ضعیف کی اقسام میں سے ہے۔ اور اگر کوئی ضعیف روایت صحیح روایت کے خلاف ہو، اسے منکر کہا جاتا ہے۔ اور مذکورہ بالا روایت منکر ہے، جو قطعی طور پر قابل اعتبار یا قابل حجت نہیں ہے۔

دوسرے دلائل

ترتیب کو اجتہادی کہنے والوں کی بنیادی دلیل مذکورہ بالا روایت ہے، جس کی حالت آپ ملاحظہ کر چکے ہیں، اس کے علاوہ وہ اپنے موقف کے ثبوت کے لیے مندرجہ ذیل روایات سے بھی استدلال کرتے ہیں۔

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَافْتَتَحَ الْبَقَرَةَ فَقُلْتُ يَرْكَعُ عِنْدَ الْمِائَةِ ثُمَّ مَضَى فَقُلْتُ يُصَلِّي بِهَا فِي رَكْعَةٍ فَمَضَى فَقُلْتُ يَرْكَعُ بِهَا ثُمَّ افْتَتَحَ النِّسَاءَ فَقَرَأَهَا ثُمَّ افْتَتَحَ آلَ عِمْرَانَ فَقَرَأَهَا.[2]

---

[1] صحيح البخاري، كتاب تفسير القرآن، بَابُ {وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا}، رقم: 4536۔

[2] القشيرى، مسلم إبن الحجاج، امام، صحيح مسلم، كتاب الإيمان، بَابُ كَوْنِ الْإِسْلَامِ يَهْدِمُ مَا قَبْلَهُ،

"حضرت حذیفہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: ایک رات میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ نے سورہ بقرہ کا آغاز کیا، میں نے (دل میں) کہا: آپ ﷺ سو آیات پڑھ کر رکوع فرمائیں گے، مگر آپ آگے بڑھ گئے۔ پھر میں نے (دل میں) کہا: سورۃ بقرۃ کو (دو حصوں میں تقسیم کرکے آدھی) ایک رکعت میں پڑھیں گے، آپ اس سے بھی آگے بڑھ گئے، پھر میں نے سوچا، اسے مکمل پڑھ کر رکوع کریں گے، مگر آپ ﷺ نے (بقرہ کے بعد) سورہ نساء شروع کر دی، وہ پوری پڑھی، پھر آل عمران شروع کر دی، اسے مکمل پڑھا (پھر رکوع کیا)"۔

مذکورہ بالا روایت سے ان کا استدلال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مصحف میں سورتوں کی موجودہ ترتیب سے ہٹ کر تلاوت کی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ موجودہ ترتیب بعد میں لگائی گئی ہے۔

مذکورہ روایت سے یہ استدلال کرنا اس وقت درست ہوتا جب یہ ثابت کیا جاتا کہ رسول اللہ ﷺ نے ترتیب سے ہٹ کر پڑھنا منع کیا ہے۔ جب یہ ثابت نہیں ہے، تو اس روایت سے یہ استدلال کرنا بھی جائز نہیں۔ اس سے زیادہ سے زیادہ یہ استدلال کیا جاسکتا ہے کہ مصحف کی ترتیب سے ہٹ کر تلاوت کرنا جائز ہے، اور اکثر علماء کرام نے یہی استدلال کیا۔

عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكٍ قَالَ إِنِّي عِنْدَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِذْ جَاءَهَا عِرَاقِيٌّ فَقَالَ أَيُّ الْكَفَنِ خَيْرٌ قَالَتْ وَيْحَكَ وَمَا يَضُرُّكَ قَالَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَرِينِي مُصْحَفَكِ قَالَتْ لِمَ قَالَ لَعَلِّي أُوَلِّفُ الْقُرْآنَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يُقْرَأُ غَيْرَ مُؤَلَّفٍ قَالَتْ وَمَا يَضُرُّكَ أَيَّهُ قَرَأْتَ قَبْلُ... فَأَخْرَجَتْ لَهُ الْمُصْحَفَ فَأَمْلَتْ عَلَيْهِ آيَ السُّوَرِ.[1]

"سیدنا یوسف بن ماہک سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں سیدہ عائشہ کے پاس تھا۔ اس دوران میں ایک عراقی آیا اور کہنے لگا: کون سا کفن بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: تجھ پر افسوس! کفن جس طرح کا بھی ہو تجھے اس سے کیا نقصان ہوگا؟ پھر اس نے کہا: ام المومنین! مجھے اپنا مصحف دکھائیں۔ سیدنا عائشہ نے فرمایا: تجھے اس کی کیا ضرورت ہے؟ اس نے کہا میں نے اس کے مطابق قرآن کی ترتیب کرنا چاہتا ہوں، کیونکہ قرآن میں ترتیب کے بغیر پڑھا جاتا ہے۔ سیدہ عائشہ نے فرمایا: اس میں کیا

(ریاض: دارالسلام، 2007ء)، حدیث: 1814۔

[1] صحيح البخاري، كتاب فضائل القرآن، باب تأليف القرآن، رقم: 4993۔

قباحت ہے جونسی سورت پہلے پڑھ لے (اور جو چاہے بعد میں پڑھ لے)۔ پھر حضرت عائشہ نے اس عراقی کے لیے مصحف نکالا اور ہر سورت کی آیات کے متعلق اسے تفصیل لکھوائی"۔

اس روایت سے بھی مصحف کی ترتیب کے متعلق کوئی بات نہیں کی گئی، صرف یہ بتایا گیا ہے کہ مصحف کی ترتیب سے ہٹ کر تلاوت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور یہ حقیقت ہے۔

اس روایت سے مطلوبہ مسئلہ استدلال کرنا دو وجوہ سے درست نہیں ہے:

(ا) یہ مصحف عثمانی کی اشاعت سے پہلے کی بات ہے، جب لوگوں کے ذاتی مصاحف میں جس طرح کتابت نبوی کا التزام نہیں تھا، اسی طرح ان میں ترتیب سور کا بھی کوئی خاص اہتمام نہیں تھا۔ مزید براں لوگوں کے ذاتی مصاحف مکمل بھی نہ تھے۔ مصحف عائشہ بھی ان کے ذاتی استعمال کے لیے تھا، معلوم نہیں اس میں ترتیب تھی یا نہیں، اور وہ مکمل بھی تھا یا نہیں۔ ممکن ہے کہ وہ بھی رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں لکھا گیا ہو، اور چونکہ ابھی وحی ختم نہیں ہوئی تھی، اس لیے ممکن ہے یہ بھی مرتب نہ ہو، جس طرح دوسرے صحابہ کرام کے مصاحف مرتب نہ تھے۔ اس لیے اسے مذکورہ مسئلہ کی دلیل بنانا بھی درست نہیں ہے۔

(ب) عراقی بالعموم سیدنا عبد اللہ بن مسعود کی قراءت کرتے تھے، اور ان کے مصحف میں نہ صرف ترتیب کے مسائل تھے، بلکہ اس میں قراءت عامہ سے ہٹ کر بھی قراءت تھی، اور وہ حضرت عثمان کے کہنے کے باوجود وہ اپنا مصحف حکومت کے حوالے کرنے پر امادہ نہ ہوئے۔ البتہ اس میں شک نہیں کہ ان کے مصحف کو اجماع امت حاصل نہیں تھا، اس لیے مصاحف عثمانی کے مقابلے میں اسے دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔

سورتوں کی ترتیب کو اجتہادی کہنے والوں کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ دوسرے صحابہ کرام کے مصاحف میں سورتوں کی ترتیب مصاحف عثمانی سے مختلف تھی، اگر یہ ترتیب توقیفی ہوتی، تو ان کے مصاحف کی ترتیب اس سے مختلف نہ ہوتی۔ اس سے ثابت ہوا کہ مصحف میں سورتوں کی ترتیب اجتہادی ہے۔

اسے دلیل بنانا بھی درست نہیں، کیونکہ ان کے مصاحف تو مکمل بھی نہیں تھے، تو کیا ان سے یہ استدلال کرنا درست ہوگا کہ قرآن مجید مکمل نہیں ہے، اگر یہ استدلال نہیں کیا جاسکتا، اور یقیناً یہ استدلال کرنا قطعاً جائز نہیں ہے، تو پھر سورتوں کی ترتیب کے حوالے سے انھیں دلیل بنانا بھی جائز نہیں۔

جب یہ واضح ہو گیا ہے کہ ترتیب مصحف کو اجتہادی کہنے والوں کی رائے دلیل سے خالی ہے، تو دوسرا موقف

جو اجتماعی یا کم از کم اکثر امت کا موقف ہے کہ مصحف کی ترتیب توقیفی ہے، خود بخود ثابت ہو جاتا ہے۔ اس کے دلائل دینے کی ضرورت نہیں رہتی، لیکن میں قارئین کی تسکین قلب کے لیے اس کے دلائل واضح کرنا چاہتا ہوں۔

سورتوں کی ترتیب کے توقیفی (من جانب اللہ) ہونے کے دلائل

توقیفی ہونے کی واضح اور دوٹوک دلیل نہیں ہے، لیکن ایسے شواہد ضرور موجود ہیں، جو ترتیب کے توقیفی ہونے کی طرف واضح اشارہ کرتے ہیں۔ سورتوں کی ترتیب کے توقیفی ہونے کے دلائل دو طرح کے ہیں، عقلی اور نقلی۔

بلا ترتیب کتاب نہیں ہوتی

ترتیب کتاب کا حصہ ہوتی ہے، اس لیے ہر مصنف کی کوشش ہوتی ہے کہ کتاب کا مواد شاندار ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی ترتیب بھی قارئین کے لیے مفید، پیغام کے ابلاغ کے لیے سہل اور مصنف کی عقل و دانش کی آئینہ دار ہو۔ اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ پر قرآن مجید کو کتاب کہا ہے، اور کسی کتاب کو اس وقت تک کتاب ہی نہیں کہا جا سکتا جب تک وہ مرتب نہ ہو۔ دنیا کی کسی بھی زبان میں منتشر اور پراگندہ اوراق کو کتاب نہیں کہا جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو معجزہ قرار دیا ہے، تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ اس کی کوئی ترتیب ہی نہ ہو۔ دوسرے لفظوں میں وہ غیر مرتب اور غیر مہذب ہو۔ خدا کے کلام کو غیر مرتب کہنا اس کی سب سے بڑی توہین ہے۔ غیر مرتب کلام نہ صرف انسانی ذوق کے خلاف ہے، اسے البلاغ المبین کیونکر کہا جا سکتا ہے، سچ یہ ہے کہ اسے تو کلام کہنا ہی محل نظر ہے، جس میں ترتیب نہ ہو۔ امام الاصفہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

" فإن القرآن معجز والركن الأبين الإعجاز يتعلق بالنظم والترتيب. "[1]

"بلاشبہ قرآن معجزہ ہے، اور اس کے اعجاز کا سب سے بڑا رکن نظم اور ترتیب ہے"۔

امام الزرکشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" إِنَّ الْقُرْآنَ كله كالكلمة الواحدة. "[2]

---

[1] إبراهيم بن عمر بن حسن الرباط،نظم الدرر في تناسب الآيات والسور،(القاهره: دار الكتب الإسلامي، س ن)، 1: 21۔

[2] الزركشي، بدر الدين محمد بن عبد الله أبو عبد الله،البرهان في علوم القرآن،(بيروت:دار المعرفة،س ن)،1: 39۔

"پورا قرآن کلمہ واحد کی مانند ہے"۔

صحابہ کرام کا مزاج

صحابہ کرام کی ترتیب ایک خاص نہج پر ہوئی تھی، ان کی فکر نبوی مزاج میں ڈھل چکی تھی، وہ رسول اللہ ﷺ کے نقش پا کے بغیر ایک قدم بھی اٹھانا پسند نہیں کرتے تھے۔ حضرت عمر نے زمانے کے تقاضے کے مطابق کتابت نبوی کو ایک مصحف میں محفوظ کرنے کی بات کی، تو حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا: میں وہ کام کیسے کر سکتا ہوں، جسے رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں انجام نہیں دیا۔ جب وہ حضرت عمر کے دلائل سے مطمئن ہوئے، اور حضرت زید کو اس خدمت کے لیے بلایا، تو انھوں نے بھی وہی الفاظ دہرائے جو پہلے حضرت ابو بکر کہہ چکے تھے، کہ ہم وہ کام کیوں کریں جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا۔ ایسے حساس صحابہ کرام سے یہ کیسے ممکن ہے کہ انھوں نے برضا ورغبت نبی ﷺ کی ترتیب کو ترک کر دیا ہو، اور دوسرے صحابہ کرام میں سے کسی نے بھی اس کے خلاف آواز بلند نہیں کی۔

صحابہ کرام نے مصحف تیار کرنے کے لیے قرآن مجید کے زبانی حفظ پر اکتفا نہیں کیا تھا، بلکہ اس کتابت کا بھی اہتمام کیا تھا، جو رسول اللہ ﷺ کی نگرانی میں ہوئی تھی۔ حالانکہ ہزاروں حفاظ کے ہوتے ہوئے کتابت کی کوئی خاص ضرورت نہیں تھی اور یہ کام کسی محقق طبع آدمی نے ذاتی شوق میں نہیں کیا، بلکہ خلیفہ اول نے اپنی حکومت کا ایک دینی فریضہ سمجھ کر انجام دیا۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ کتابت نبوی کا اہتمام کرنے والے صحابہ کرام قرآن مجید کی نبوی ترتیب کو نظر انداز کر دیں، اور خود ساختہ ترتیب قائم کر دیں۔

صحابہ کرام تعلیمات نبوی کے معاملے میں اتنے حساس تھے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اللہ کی وحدانیت، قیام صلوۃ، ادائے زکوۃ، صیام رمضان اور حج۔ ایک آدمی نے کہا حج اور صیام رمضان۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، صیام رمضان اور حج۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایسے ہی سنا ہے"۔[1]

[1] صحیح مسلم، کتاب فضائل القرآن، باب تألیف القرآن، رقم: 4993۔

صحابہ کرام جو ایسی باتوں میں نبوی ترتیب کا خیال رکھتے ہوں، جن کی ترتیب بگڑنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ اس قدر محتاط صحابہ کرام نے کلام اللہ میں نبوی ترتیب جو دراصل خدائی ترتیب تھی کو نظر انداز کر دیا ہو، اور اپنی مرضی پر اسے مرتب کر دیا ہو؟۔

نبوی ترتیب کو ترک کرنے کی آخر وجہ کیا تھی؟

رسول اللہ ﷺ نے زندگی بھر قرآن مجید کو جس ترتیب کے مطابق تلاوت کیا، لوگوں کو تعلیم دی، اور جس کے مطابق جبریل امین سے دور کرتے رہے، اسے عمداً ترک کرنے کی آخر کیا وجہ تھی؟۔ کیا وہ ترتیب فہم قرآن میں رکاوٹ تھی؟۔ یا صحابہ کرام کی قائم کردہ ترتیب قرآن کی تفہیم و ابلاغ میں خدائی ترتیب سے زیادہ مفید اور بہتر تھی؟ اگر ایسا کچھ نہیں اور یقیناً نہیں، تو پھر اس کام پہ محنت صرف کرنے کا فائدہ؟

قرآن مجید کی روایات

تمام صحابہ کرام قرآن مجید کے حافظ تھے، بعض کبار صحابہ مکمل قرآن مجید کے حافظ تھے اور بعض کے سینوں میں کچھ اجزا محفوظ تھے، پھر صحابہ کرام سے ہزاروں تابعین نے قرآن مجید حفظ کیا، انہوں نے اگلی نسل کو منتقل کیا۔ جن روایات کو باقاعدہ محفوظ کیا گیا اور انہیں سند کی حیثیت حاصل ہے، وہ اسی (80) ہیں۔ قرآن مجید کے حوالے سے روایات کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ تمام قراء کی روایات میں سورتوں کی ترتیب یہی ہے جو ہمارے مصحف میں موجود ہے، اس حوالے سے کسی روایت میں کوئی معمولی سا اختلاف بھی نقل نہیں ہوا۔

مصاحف عثمانی

مصاحف عثمانی پر تمام صحابہ کرام کا اتفاق ہے، اور ان مصاحف میں قراءات کے اختلاف کو باقاعدہ جگہ دی گئی ہے، لیکن سورتوں کی ترتیب کے حوالے سے تمام مصاحف متفق ہیں۔ گویا کہ موجودہ ترتیب سور پر تمام صحابہ کا اجماع ہے۔

سورتوں کا باہمی نظم

قرآن مجید کی تمام سورتوں کے درمیان باہم نظم پایا جاتا ہے، کہیں واضح اور کہیں پوشیدہ۔ بہت سارے علماء کرام نے اس پر اپنی کتب تفسیر میں روشنی ڈالی، اور تفسیر کرتے ہوئے اس کا خیال بھی کیا ہے، بعض نے اس پر

باقاعدہ کتب تحریر کیں۔ ان کی تحقیق کے مطابق کوئی ایک سورت بھی نظم سے ہٹ کر نہیں ہے۔ یا کوئی بھی دو سورتوں کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا کہ فلاں سورت فلاں سورت کے ساتھ ہوتی، تو باعتبار نظم بہتر ہوتی۔

انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کوئی انسان بھی ایسا کامل نہیں کہ اس کے کام میں کوئی خامی نہ ہو۔ جبکہ قرآنی سورتوں کی ترتیب ہر قسم کی خامی سے قطعی طور پر پاک و منزہ ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ ترتیب انسانی نہیں، خالص رحمانی ہے۔

قرآنی ترتیب ہر قسم کی خامی سے پاک ہے

ہمارے پاس دو ہی صورتیں ہیں: ایک، یہ کہا جائے کہ اللہ کے ہاں قرآن مجید کی کوئی ترتیب موجود ہی نہیں، یہ محض منتشر قسم کا کلام ہے۔ یہ کہنا عقل اور نقل کے اعتبار سے درست نہیں ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ قرآن مجید کو ترتیب تسلیم کیا جائے۔ اگر قرآن کو مرتب تسلیم کیا جائے، تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر اس نبوی یا خدائی ترتیب میں کیا خامی تھی، کہ صحابہ کرام اسے ترک کرنے پر مجبور ہوئے؟۔ یا صحابہ کرام کی لگائی ہوئی نئی ترتیب میں کیا خوبی تھی، جس سے نبوی ترتیب خالی تھی؟۔ اگر دونوں سوالوں کا جواب نفی میں ہے، تو یہ مانے بغیر کوئی چارا نہیں کہ قرآن مجید کی موجودہ ترتیب وہی ہے جو لوح محفوظ میں ہے، اور جو جبریل کی ہدایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے لگائی، اور جس کے مطابق خود پڑھا اور صحابہ کرام کو جس کے مطابق تعلیم دی۔

ہم جنس سورتوں میں وقفہ

اگر صحابہ کرام نے تلاوت کے لیے ترتیب لگائی ہوتی، تو ہم مثل اور ہم جنس سورتوں کے درمیان میں دوسری سورتیں نہ آتیں۔ مثلاً بڑی سورتوں کے درمیان میں سورۃ الانفال نہ آتی، الکھف اور طہ کے درمیان مریم، الروم اور الاحزاب کے درمیان لقمان اور سجدہ، الصافات اور الزمر کے درمیان میں صٓ نہ ہوتی۔ آخری حصہ میں تو اس کی بے شمار مثالیں ہیں۔

[الم] سے چھ (6) شروع ہوتی ہیں، سورۃ البقرۃ، سورۃ آل عمران، ان کے بعد بیسویں سپارے میں سورۃ العنکبوت، الروم، لقمان اور السجدہ ہے۔ [الر] سے شروع ہونے والی سورتیں پانچ (5) ہیں، یونس، ھود، یوسف، ابراہم اور الحجر، لیکن ان کے درمیان میں سورۃ الرعد [الٓمّٓرٰ] سے شروع ہوتی ہے۔ [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ] سے پانچ سورتیں شروع ہوتی ہیں، الفاتحہ، الانعام، الکھف، سبا اور فاطر۔ آخری دو کے علاوہ سب

بکھری ہوئی ہیں۔ سورۃ الشعراء اور سورۃ القصص کا آغاز [طسٓمٓ] سے ہوتا ہے، مگر دونوں کے درمیان میں سورۃ النمل آتی ہے، جو [طسٓ] سے شروع ہوتی ہے۔ [تَبٰرَكَ الَّذِیْ] سے دو سورتوں کا آغاز ہوتا ہے، الفرقان اور الملک، لیکن دونوں میں گیارہ سپاروں کا فرق ہے۔ [یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ] سے تین سورتوں کا آغاز ہوتا ہے، الاحزاب، الطلاق اور التحریم۔ الاحزاب اکیسویں پارے میں بعد والی دو انتیسویں پارے میں۔ اسی طرح [سَبَّحَ لِلّٰهِ] سے تین سورتوں کا آغاز ہوتا ہے، الحدید، الحشر اور الصف، لیکن ان کے متواتر آنے کی بجائے، حدید کے بعد [قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ] الحشر اور الصف کے درمیان میں [یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا] آجاتی ہے۔ یہ بھی دلیل ہے کہ یہ ترتیب توقیفی ہے، اجتہادی نہیں ہے۔

ترتیب پر دلالت کرنے والی احادیث

اگر کوئی سمجھتا ہے کہ جبریل امین نے وحی میں، نبی ﷺ نے زندگی میں تلاوت کرتے اور تعلیم دیتے ہوئے، یا جبریل سے دور کرتے ہوئے، کوئی ترتیب لگائی ہی نہیں تھی، تو یہ بات سراسر حقیقت کے خلاف ہے۔ کیونکہ! حدیث میں آتا ہے کہ جبریل جب کوئی آیت لاتے، اس کی جگہ کی نشاندھی کر دیتے تھے، اور اسے مقررہ جگہ پر رکھ دیا جاتا تھا۔[1]

اس میں اگرچہ سورتوں کا نام نہیں ہے، لیکن اس میں سورتوں کے مرتب ہونے پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ اس کے بغیر کوئی کلام اور کتاب قطعی طور پر غیر مؤثر ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ بھی بعض احادیث میں سورتوں کی ترتیب پر اشارات موجود ہیں، مثلاً:

عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ سورۃ بنی اسرائیل، اور الکہف، مریم، طہٰ، الانبیاء، یہ پہلی اور قدیم سورتوں میں سے ہیں۔[2]

"قَالَ أَوْسٌ سَأَلْتُ أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَيْفَ يُحَزِّبُونَ الْقُرْآنَ قَالُوا ثَلَاثٌ وَخَمْسٌ وَسَبْعٌ وَتِسْعٌ وَإِحْدَى عَشْرَةَ وَثَلَاثَ عَشْرَةَ وَحِزْبُ الْمُفَصَّلِ وَحْدَهُ "[3]

---

[1] أحمد بن محمد بن حنبل، أبو عبد الله، مسند أحمد، (بيروت: مؤسسة الرسالة، 2001ء)، 4: 218-

[2] صحيح البخاري، كتاب تفسير القرآن، بَابُ قَوْلِهِ: {فَلاَ يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الجَنَّةِ فَتَشْقَى}، رقم: 4739-

[3] سنن أبي داؤد: كِتَابُ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَتَحْزِيبِهِ وَتَرْتِيلِهِ، بَابُ تَحزِيبِ القُرآنِ، رقم: 1393-

اوس کہتے ہیں، میں نے اصحاب رسول ﷺ سے معلوم کیا کہ آپ لوگ قرآن کے حصے کس طرح کرتے ہیں ؟تو انہوں نے کہا کہ پہلا حصہ تین سورتوں کا، (بقرہ، آل عمران اور نساء) دوسرا حصہ پانچ سورتوں کا (مائدہ سے براۃ تک) تیسرا حصہ سات سورتوں کا (یونس سے نحل تک) چوتھا حصہ نو سورتوں کا (بنی اسرائیل سے فرقان تک) پانچواں حصہ گیارہ سورتوں کا (شعراء سے یٰسین تک) چھٹا حصہ تیرہ سورتوں کا (صافات سے حجرات تک) اور ساتواں حصہ مفصل کا (ق سے آخر تک)۔

سورۃ الفاتحہ پورے قرآن کے لیے مقدمہ یا دعا کی حیثیت رکھتی ہے، اسی لیے علماء کرام نے سپاروں کی تقسیم کے وقت پہلے سپارہ کا آغاز سورۃ فاتحہ کی بجائے سورۃ البقرۃ سے کیا ہے، مذکورہ حدیث میں بھی اگر سورۃ البقرۃ سے شمار کریں، تو سورۃ الحجرات تک 48 سورتیں ہوتی ہیں، اور سورۃ قٓ سے سورۃ الناس آخری حزب بنتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں بالکل یہی ترتیب تھی، جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" فَهَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ تَرْتِيبَ السُّوَرِ عَلَى مَا هُوَ فِي الْمُصْحَفِ الْآنَ كَانَ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "[1]

"یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ مصحف میں موجود ترتیب رسول اللہ ﷺ کے دور سے ہے"۔

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أُعْطِيتُ مَكَانَ التَّوْرَاةِ السَّبْعَ، وَ أُعْطِيتُ مَكَانَ الزَّبُورِ الْمِئِينَ، وَ أُعْطِيتُ مَكَانَ الْإِنْجِيلِ الْمَثَانِيَ، وَفُضِّلْتُ بِالْمُفَصَّلِ۔[2]

امام جعفر النحاس فرماتے ہیں:

" فَهَذَا التَّأْلِيفُ مِنْ لَفْظِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَذَا أَصْلٌ مِنْ أُصُولِ الْمُسْلِمِينَ لَا يَسَعُهُمْ جَهْلُهُ لِأَنَّ تَأْلِيفَ الْقُرْآنِ مِنْ إِعْجَازِهِ وَلَوْ كَانَ التَّأْلِيفُ عَنْ غَيْرِ اللَّهِ جَلَّ وَعَزَّ وَرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسُوعِدَ بَعْضُ الْمُلْحِدِينَ عَلَى طَعْنِهِمْ)[3]

"رسول اللہ ﷺ کے الفاظ سے یہ قرآن کی ترتیب ہے، اور مسلمانوں کے اصولوں میں سے ایک

---

[1] إبن حجر، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، فتح الباري شرح صحيح البخاري، (بيروت: دار المعرفة، 1379ھ)، 9: 43۔

[2] مسند احمد، عن واثلة بن الأسقع، 4: 107، رقم: 16982۔

[3] النَّحَّاس أحمد بن محمد بن إسماعيل أبو جعفر، الناسخ والمنسوخ، (كويت: مكتبة الفلاح، 1408ھ) : 161۔

اصول ہے، اس سے کوئی جاہل نہیں رہ سکتا، اس لیے کہ قرآن کی ترتیب اس کے اعجاز میں سے ہے، اگر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی کی طرف سے ترتیب ہوتی، تو ملحدین کو اس میں طعن کرنے کا موقع مل جاتا"۔

ترتیب توقیفی ہونے میں علماء کرام کے اقوال

اکثر علماء کرام کا موقف ہے کہ سورتوں کی ترتیب توقیفی ہے، یعنی صحابہ کرام نے یہ ترتیب رسول اللہ ﷺ سے، آپ ﷺ نے جبریل اور انھوں نے اللہ تعالیٰ سے اخذ کی تھی، اس میں ذرا بھی اجتہاد کو دخل نہیں ہے۔ سورتوں کی ترتیب اسی طرح ہے جس طرح سورتوں میں آیات کی ترتیب ہے۔ دونوں میں کچھ فرق نہیں ہے۔

صحابہ کرام ترتیب کو توقیفی سمجھتے تھے، اسی لیے وہ مصحف کی ترتیب کے برعکس پڑھنے کو ناجائز سمجھتے تھے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّهُ قِيلَ لَهُ: إِنَّ فُلَانًا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَنْكُوسًا، قَالَ: " ذَلِكَ مَنْكُوسُ الْقَلْبِ "[1]

"عبداللہ بن مسعود سے کہا گیا کہ "فلاں، شخص قرآن کو الٹا پڑھتا ہے تو انہوں نے فرمایا یہ الٹے دل والا ہے"۔

امام اشعث رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ

"أعَنْ أَشْعَثَ، عَنِ الْحَسَنِ، وَابْنِ سِيرِينَ: أَنَّهُمَا كَانَا يَقْرَآنِ الْقُرْآنَ مِنْ أَوَّلِهِ إِلَى آخِرِهِ، وَيَكْرَهَانِ الْأَوْرَادَ "قَالَ: وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ: " تَأْلِيفُ اللهِ خَيْرٌ مِنْ تَأْلِيفِكُمْ "[2]

"امام حسن رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وہ دونوں قرآن کو شروع سے آخر تک (بالترتیب) پڑھتے تھے۔ اور اوراد (جن میں مختلف سورتوں کو مصحف کی ترتیب سے ہٹ کر جوڑا جاتا ہے) پڑھنے کو مکروہ گردانتے تھے"۔

اور اس کے بارے میں ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کی ترتیب تمہاری ترتیب سے بہتر ہے"۔

---

[1] البيهقي، أحمد بن الحسين بن علي بن موسى، شعب الإيمان، (الرياض: مكتبة الرشد للنشر والتوزيع، 2003ء)، 4: 9): رقم 2109۔

[2] شعب الإيمان، 4: 10، رقم: 2112۔

ابو مجاہد کہتے ہیں: سلف صالحین مصحف کی ترتیب پر اس لیے حریص تھے کہ نبی کریم ﷺ بھی اس کی ترتیب کا لحاظ رکھتے تھے، جب بھی آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی آپ ﷺ کاتبین وحی کو بلا کر فرماتے: "یہ آیت اس جگہ پہ رکھو جہاں فلاں فلاں موضوع کی آیات ہیں۔

علامہ ابو الفضل محمد بن عبد اللہ الحسینی الالوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جمہور علماء کا موقف قرار دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

"و أما ترتيب السور ففى كونه اجتهادياً أو توقيفياً خلاف،والجمهور على الثانى."[1]

سورتوں کی ترتیب میں اختلاف ہے کہ یہ اجتہادی ہے، یا توقیفی، جمہور علماء دوسرے موقف پر ہیں"۔

امام ابو جعفر النحاس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"أن ترتيب السور على هذا الترتيب من رسول الله ﷺ."[2]

"بلاشبہ سورتوں کو رسول اللہ ﷺ کی ترتیب پر مرتب کیا گیا ہے"۔

علامہ ابن الحصار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" تَرْتِيبُ السُّوَرِ وَوَضْعُ الْآيَاتِ مَوَاضِعَهَا إِنَّمَا كَانَ بِالْوَحْيِ."[3]

"سورتوں کی ترتیب اور آیات کو اسی جگہ پر رکھا گیا ہے جو وحی کے ذریعے بتایا گیا تھا"۔

قراءات کے مشہور امام ابو عمرو الدانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(كَانَ جِبْرِيلُ يُوقِفُ رَسُولَ اللَّهِ عَلَى مَوْضِعِ الْآيَةِ وَعَلَى مَوْضِعِ السُّورَةِ."[4]

"جبریل آیت کی جگہ اور سورت کا مقام رسول اللہ ﷺ کو بتاتے تھے"۔

---

[1] آلوسي،شهاب الدين محمود،روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني،(بيروت: دار الكتب العلمية،1414ھ)،1: 26۔

[2] النحاس،الناسخ والمنسوخ في القرآن الكريم: 158۔

[3] السيوطي،جلال الدين،عبدالرحمن بن أبي بكر،الإتقان في علوم القرآن،(مصر: الهيئة المصرية العامة للكتاب،1974ء)،1: 219۔

[4] محمد الطاهر بن محمد بن محمد الطاهر،مقدمة التحرير و التنوير،(تونس: الدار التونسية للنشر، 1984ء)،1: 86۔

امام برہان الدین الکرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" التَّرْتِيب إِلَى سُورَة النَّاس وَهَكَذَا هُوَ عِنْد الله فِي اللَّوْح الْمَحْفُوظ وَهُوَ على هَذَا التَّرْتِيب كَانَ يعرضه عَلَيْهِ الصَّلَاة وَالسَّلَام على جِبْرِيل عَلَيْهِ السَّلَام كل سنة أَي مَا كَانَ يجْتَمع عِنْده مِنْهُ وَعرضه عَلَيْهِ الصَّلَاة وَالسَّلَام فِي السّنة الَّتِي توفى فِيهَا مرَّتَيْن." [1]

"اللہ تعالیٰ کے ہاں لوح محفوظ میں سورتوں کی ترتیب اسی طرح ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی جبریل کے ساتھ ہر سال جتنا بھی جمع ہو چکا ہوتا اسے اسی ترتیب سے دَور کیا کرتے تھے، جس سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل کے ساتھ دو مرتبہ دور کیا"۔

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" أَنَّ الصَّحَابَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ جَمَعُوا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ الْقُرْآنَ الَّذِي أَنْزَلَهُ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ أَنْ زَادُوا فِيهِ،أَوْ نَقَصُوا مِنْهُ شَيْئًا.... فَخَافُوا ذَهَابَ بَعْضِهِ بِذَهَابِ حَفَظَتِهِ... فَكَتَبُوهُ كَمَا سَمِعُوا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ أَنْ قَدَّمُوا شَيْئًا أَوْ أَخَّرُوا،أَوْ وَضَعُوا لَهُ تَرْتِيبًا لَمْ يَأْخُذُوهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَقِّنُ أَصْحَابَهُ،وَيُعَلِّمُهُمْ مَا يَنْزِلُ عَلَيْهِ مِنَ الْقُرْآنِ عَلَى التَّرْتِيبِ الَّذِي هُوَ الآنَ فِي مَصَاحِفِنَا،بِتَوْقِيفِ جِبْرِيلَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِيَّاهُ عَلَى ذَلِكَ... فَثَبَتَ أَنَّ سَعْيَ الصَّحَابَةِ كَانَ فِي جَمْعِهِ فِي مَوْضِعٍ وَاحِدٍ،لَا فِي تَرْتِيبِهِ...." [2]

"بلاشبہ صحابہ کرام نے قرآن مجید کو جو اللہ تعالی نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا تھا،اسے ایک جلد میں جمع کر دیا،بغیر کسی اضافے یا نقصان کے۔۔۔(لکھنے کی وجہ یہ تھی کہ)وہ ڈرتے تھے کہیں حفظ کے ختم ہونے سے قرآن کا کوئی حصہ ضائع نہ ہو جائے۔۔۔لہٰذا انھوں نے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا،لکھ دیا،انھوں نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا تھا،اس میں سے کوئی چیز آگے یا پیچھے نہیں کی،یا کوئی دوسری ترتیب نہیں لگائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو وہی قرآن

---

[1] محمود بن حمزة بن نصر،أبو القاسم برهان الدين الكرماني،البرهان في توجيه متشابه القرآن(دبئي: دار الفضيلة،س ن)،: 68۔

[2] البغوي، الحسين بن مسعود بن محمد أبو محمد ،شرح السنة،(دمشق:المكتب الإسلامي،1983ء)،4: 521-522۔

سیکھاتے تھے، جو آپ پر نازل ہوا تھا، اور اسی ترتیب پر جس پر آج ہمارے مصاحف میں موجود ہے، جبریل نے یہی آپ کو بتایا تھا۔۔۔ صحابہ کرام نے اسے جمع کرنے پر محنت کی، نہ کہ اسے ترتیب دینے پر"۔

امام ابو بکر الانباری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" أَنْزَلَ اللَّهُ الْقُرْآنَ كُلَّهُ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا ثُمَّ فُرِّقَ فِي بِضْعٍ وَعِشْرِينَ فَكَانَتِ السُّورَةُ تَنْزِلُ لِأَمْرٍ يَحْدُثُ وَالْآيَةُ جَوَابًا لِمُسْتَخْبِرٍ وَيَقِفُ جِبْرِيلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَوْضِعِ السُّورَةِ وَالْآيَةِ فَاتِّسَاقُ السُّوَرِ كَاتِّسَاقِ الْآيَاتِ وَالْحُرُوفِ كُلُّهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ قَدَّمَ سُورَةً أَوْ أَخَّرَهَا فقد أفسد نظم لآيات." [1]

"اللہ تعالیٰ نے سارا قرآن ایک ہی بار آسمان دنیا میں نازل فرمایا، پھر تیئیس (سالوں) پر تقسیم کر کے نازل فرمایا، ہر سورۃ نازل ہوتی تھی، کسی واقعہ کے رونما ہونے پر، آیت اس کے متعلق جاننے والے کے لیے جواب ہوتا تھا، جبریل نبی اکرم ﷺ کو سورۃ اور آیت کی جگہ سے آگاہ کر دیتے تھے۔ سورتوں کی ترتیب اسی طرح نبی ﷺ سے ثابت ہے، جس طرح تمام آیات اور حروف کی ترتیب آپ ﷺ سے ثابت ہے۔ بس جو کسی سورت کو آگے یا پیچھے کرے گا، وہ نظم قرآن کو خراب کرے گا"۔

امام الزرکشی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"فَالْمُصْحَفُ كَالصُّحُفِ الْكَرِيمَةِ عَلَى وَفْقِ مَا فِي الْكِتَابِ الْمَكْنُونِ مُرَتَّبَةً سُوَرُهُ كُلُّهَا وَآيَاتُهُ بِالتَّوْقِيفِ." [2]

"(ہمارا یہ) مصحف بالکل اس مصحف کریم کے موافق ہے جو لوح محفوظ میں لکھا ہوا، اس کی تمام سورتیں اور آیات اسی (کی تریب) پر مرتب ہیں"۔

ہم اپنے مضمون کی تنگ دامانی کے سبب انہی اقوال پر اکتفا کرتے ہیں، ورنہ اس حوالے سے علماء کرام کے اقوال تو بے شمار ہیں۔

---

1 البرهان في علوم القرآن، 1: 260-

2 ایضاً، 1: 37-

ترتیب کے توقیفی ہونے پر اجماع امت

عقلی اور نقلی، قرآن کے داخلی اور خارجی دلائل سے یہی بات درست معلوم ہوتی ہے کہ قرآن مجید میں سورتوں کی ترتیب، بالکل اسی طرح توقیفی ہے، جس طرح آیات اور آیات کے حروف مرتب ہیں۔ جمہور علماء کرام کا یہی موقف ہے۔ بلکہ اس پر امت کا اجماع ہے، جیسا کہ زرکشی، ابو جعفر سمیت کئی ایک علماء نے نقل کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سوا چودہ صدیوں میں کسی بھی شخص نے قرآن مجید کی کسی خامی کی نشاندہی کی ہے اور نہ کسی نے اسے نئی ترتیب سے مرتب کرنے کی کوشش کی ہے۔

سورتوں کی ترتیب کو اجتہادی کہنے کے نقصانات

سورتوں کی ترتیب کو اجتہادی کہنے کے کئی ایک نقصانات ہیں، مثلاً:

احکام کے ناسخ و منسوخ ہونے کا مسئلہ

اگر سورتوں کی ترتیب کو توقیفی نہ مانا جائے، تو ناسخ و منسوخ کے کئی مسائل جنم لیتے ہیں، مثلاً:

شراب عربوں میں عام تھی، پانی کی طرح پی جاتی تھی، اس لیے اسے بالترتیب حرام قرار دیا گیا۔ اولاً، سورۃ البقرۃ میں اسے بری چیز قرار دیا گیا:

﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَ﴾[1]

آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں، کہہ دو ان میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے بھی ہیں اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بہت بڑا ہے"۔

پھر سورۃ النساء میں نماز کے اوقات میں شراب پینے سے منع کیا:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ﴾[2]

---

[1] سورۃ البقرۃ،2: 219۔

[2] سورۃ النساء4:43۔

"اے ایمان والو! جس وقت تم نشہ میں ہو تو نماز کے نزدیک نہ جاؤ یہاں تک کہ سمجھ سکو کہ تم کیا کہہ رہے ہو"۔

پھر سورۃ المائدہ میں شراب کو کلی طور پر حرام قرار دے دیا:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (90) إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ﴾[1]

"اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور فال کے تیر سب شیطان کے گندے کام ہیں سو ان سے بچتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تم میں دشمنی اور بغض ڈال دے اور تمہیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے روکے، سو اب بھی باز آ جاؤ"۔

اسی طرح زنا بھی عرب سوسائٹی میں عام تھا، اس لیے اس کی سزا بالترتیب نازل کی گئی۔ اولاً، سورۃ النساء میں زنا کی ہلکی سی سزا نازل کی، جسے سزا کی بجائے احتیاطی تدبیر کہنا چاہیے:

﴿وَاللَّاتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِنْكُمْ فَإِنْ شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّى يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا﴾[2]

"اور تمہاری عورتوں میں سے جو کوئی بدکاری کرے ان پر اپنوں میں سے چار مرد گواہ لاؤ، پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو ان عورتوں کو گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ انہیں موت آ جائے یا پھر اللہ ان کے لیے کوئی راستہ نکال دے"۔

پھر سورۃ النور میں اس کی سخت سزا نازل فرمائی:

﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ

---

1 المائدۃ 5: 90-91-

2 سورۃ النساء 4: 15-

فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾[1]

"بدکار عورت اور بدکار مرد پس دونوں میں سے ہر ایک کو سو سو دُرّے مارو،اور تمہیں اللہ کے معاملہ میں ان پر ذرا رحم نہ آنا چاہیے اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو،اور ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو حاضر رہنا چاہیے"۔

عربوں میں قبائلی سسٹم کے مطابق میراث کی تقسیم کا ایک طے شدہ طریقہ کار تھا،کہ جب کوئی شخص مر جاتا،تو اس کے قبیلے کے جوان جو دفاع کر سکتے تھے،ساری میراث وہ لے جاتے تھے،یتیم بچوں اور بیوا خاتون سرے سے محروم رہ جاتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ختم کرنے کے لے سب سے پہلے وصیت کے احکام نازل فرمائے،کہ مرنے والا اپنے خون پسینے کی کمائی کے متعلق اپنی مرضی سے جسے دینے کے متعلق چاہے وصیت کر دے۔

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ﴾[2]

"تم پر فرض کیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت آ پہنچے اگر وہ مال چھوڑے تو ماں باپ اور رشتہ داروں کے لیے مناسب طور پر وصیت کرے،یہ پرہیز گاروں پر حق ہے"۔

پھر معاشرے نے وصیت کا حق تسلیم کر لیا،تب اللہ تعالیٰ نے میراث کی تقسیم کا مکمل سسٹم واضح کر دیا۔
یہاں رک کر ذرا سوچیئے! اگر ترتیب کو توقیفی تسلیم نہ کیا جائے،تو جو شخص جو چاہتا کرتا،کوئی شراب سے متعلق سورۃ النساء کی آیت کو ناسخ قرار دے کر صرف اوقات نماز میں شراب ممنوع قرار دیتا،تو کوئی منچلا سورۃ البقرۃ کی آیت کو ناسخ قرار دے کر شراب کو کلیۃً حلال قرار دے لیتا۔ اسی طرح کوئی زنا کی احتیاطی تدبیر کو سزا پر مقدم کر دیتا،اور وصیت کو نظام میراث کا ناسخ قرار دے دیتا۔ یعنی پورا اسلام درہم برہم ہو جاتا۔ اس لیے سورتوں کی ترتیب کو توقیفی ماننا لازم ہے۔

---

1 سورۃ النور 24: 2-

2 سورۃ البقرۃ،2: 180-

ترتیب سور اور اغیار

اگر یہ کہا جائے کہ کہ صحابہ کرام نے قرآن کی ترتیب صحابہ کرام نے اپنے اجتہاد سے لگائی تھی، تو اس کا دوسرا نقصان یہ ہے کہ یہ موقف اغیار کے لیے قرآن مجید میں طعن و تشنیع کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہے۔ مزید اگر کل کلاں کوئی شخص قرآن مجید کو اپنی عقل ناتواں سے ایک نئی ترتیب سے مرتب کرنا شروع کر دے، تو اسے روکنے کے لیے ہمارے پاس کیا دلیل ہو گی؟۔

خلاصہ کلام

مذکورہ بالا دلائل دیکھ لینے کے بعد یہ ماننے بغیر کوئی چارا ہی نہیں ہے کہ سورتیں قرآن مجید میں جس ترتیب سے مرتب ہیں، یہ وہی ترتیب ہے، جو لوح محفوظ میں قرآن مجید کی ترتیب ہے، جس کی تعلیم جبریل امین نے رسول اللہ ﷺ کو دی تھی، جس کے مطابق خاتم النبیین خود تلاوت فرماتے ہیں، اور اپنے صحابہ کرام کو تعلیم دیتے تھے۔ سورتوں کے درمیان ایک زبردست نظم اور ترتیب ہے، جو کسی انسانی عقل کا کارنامہ ہو ہی نہیں سکتی۔ مصحف کا اللہ کی طرف سے مرتب پانا قرآن وسنت، اجماع امت اور عقل عامہ سے ثابت ہے۔ اس کے علاوہ کچھ ثابت نہیں ہے، اس کے علاوہ یہ موقف دین دشمنوں کے لیے طعن و تشنیع اور اغیار کے لیے قرآن میں در اندازی کا موقع فراہم کرنے کے لیے دروازہ کھولتا ہے، جسے بند کرنا بعد میں شائد ممکن نہ ہو۔